مکاتب و مدارس
کے پنچ
بنیادی مقاصد

مفکرِ ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ کا ایک قیمتی خطاب

پسند فرمودہ

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری مدظلہ

خلیفۂ اجل مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ

مرتّب

مولانا سمیع اللہ ابن ایوّب کھلوڈیا سلمہ اللہ

ناشر

مدینہ اکیڈمی ڈیوزبری، یوکے

مکاتب و مدارس کے پنج بنیادی مقاصد

مفکرِ ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ کا ایک قیمتی خطاب

پسند فرمودہ

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری مدظلہ

خلیفہ اجل مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ

مرتّب

مولانا سمیع اللہ ابن ایّوب کھلوڈیا سلمہ اللہ

ناشر

مدینہ اکیڈمی ڈیوزبری، یوکے

تفصیلات

نام کتاب	مکاتب ومدارس کے پنج بنیادی مقاصد۔خطاب از مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ بمقام مدینہ اکیڈمی،ڈیوزبری،یوکے
مرتب وکمپوزنگ	سمیع اللہ ابن مولانا محمد ایوب کھلوڈیا عفی عنہ
صفحات	۵۶
تعداد	ایک ہزار 1000
سن اشاعت	جُمادی الاخرۃ ۱۴۴۱ھ مطابق فروری ۲۰۲۰ء
ناشر	مدینہ اکیڈمی،ڈیوزبری،یوکے۔

ملنے کے پتے

مدینہ اکیڈمی ، ڈیوزبری ، یوکے

Madina Academy

Swindon Road
Dewsbury, West Yorkshire
WF13 2PA
England

publications@madinaacademy.org.uk
www.madinaacademy.org.uk

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

تقریظ

حضرت مولانا خلیل احمد قاضی صاحب مدظلہ

بانی و مہتمم مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، یو کے

خلیفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلیوں میں سینے کے لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

مفکر ملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، بندہ اور خاندان والوں کے ساتھ مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ الفت و محبت کا معاملہ رہا، بالخصوص برادرِ عزیز بھائی سلیمان قاضی سلمہ اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق رہا۔

مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے یو کے کے اسفار میں کئی مرتبہ بیانات و مجالس میں شرکت کا موقع ملا، آپ کی ہر گفتگو دین اور امت کی فکر کے متعلق ہوتی اور حالات حاضرہ میں مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ فرماتے۔

سیّدی و مولائی و مرشدی شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مفکر ملت کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا: مفکر ملت رأس الاساتذہ حضرت

مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی کی زندگی کا جس گوشہ کو دیکھو تو ماشاء اللہ خدمت سے بھرا پڑا ہے، اور مفکر ملت کی وفات کے وقت تعزیتی پیغام میں فرمایا: کثّر اللہُ اَمثالہ اے اللہ امت کو ان کے مانند افراد نصیب فرما۔

مفکر ملت کا مکاتب و مدارس کے مقاصد کے موضوع پر ایک قیمتی خطاب بتاریخ ۲۱ر جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲ر اپریل ۲۰۱۳ء مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری میں ہوا تھا، جس میں علماء کے ساتھ نوجوان طلباء کثیر تعداد میں موجود تھے۔

جوانوں کو میری آہ سحر دے پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزو میری یہی ہے مرا نور بصیرت عام کر دے

میرے عزیز دوست مولانا سمیع اللہ ابن مولانا ایوب کھلوڈیا صاحب سلمہ نے اس وعظ کو قلم بند کر کے ترتیب دے کر اشاعت کے مرحلہ تک پہونچایا، اللہ تعالی ان کو دارین میں بہترین بدلہ دے۔ یہ کتاب اب ناظرین کے لیے پیش خدمت ہے۔

ابتداء میں مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بھی شامل کر دیا گیا ہے، اللہ تعالی مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو غریق رحمت فرمائے، ان کی خدمات کو قبولیت بخشے اور ان کے فیض کو تا قیامت جاری وساری فرمائے، وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيزٍ.

بندہ: **خلیل احمد قاضی**، عفی عنہ
خادم، مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، یو کے
۱۷ر جمادی الآخرۃ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ر جنوری ۲۰۲۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمات دعائیہ واظہار مسرت

ازحضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری مدظلہ

خلیفۂ اجل حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ شانہ نے استاذ مکرم حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی مدظلہم کو امت کا درد وغم عطا فرمایا ہے، امت کے کسی فرد کے متعلق غم کی خبر ملتی ہے تو حضرت استاذ مکرم مدظلہم بے چین ہوجاتے ہیں اور ان کے لیے دعاؤں کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنے کی اور ان کو اپنی اصلاح کی فکر کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔امت کے جوانوں میں دینی شعور پیدا ہو، اس کے لیے مفید اور قیمتی نصیحتیں ارشاد فرماتے ہیں۔

امت کے نونہال بچوں کو دین اسلام کی صحیح تعلیم حاصل ہو، ان کے عقائد صحیح ہوجائیں، ان کی عبادت صحیح ہوجائے اور یہ بچے سچے مسلمان بن کر رہیں، اس کی تاکید فرماتے ہیں۔

مسلمان بچوں کو سچے مسلمان بن کر رہنے میں مکتب کی تعلیم کی بہت اہمیت ہے اور مکتب کیا ہے اور مکتب کے کیا مقاصد ہے؟ ان کا علم ضروری ہے۔اس موضوع پر ہمارے استاذ مکرم مدظلہم کا ایک اہم خطاب مولانا خلیل احمد قاضی صاحب کی قائم کردہ مدینہ اکیڈمی (ڈیوزبری، یوکے) میں ہوا تھا، مولانا خلیل احمد صاحب اس خطاب کو عمومی

نفع کے لیے شائع کر رہے ہیں۔

احقر کی دعا ہے کہ اللہ تعالی شانہ اس خطاب سے ہمارے مسلمانوں کے دلوں میں مکاتب کی اہمیت پیدا فرمائے، اور حضرت والا کی صحت و عافیت کے ساتھ عمر میں خوب برکت عطا فرمائے اور ان کے علوم سے ہمیں مستفیض فرمائے اور مولانا خلیل احمد صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے، آمین [۱]۔

(حضرت مولانا) عبدالرؤف لاجپوری (صاحب دامت برکاتہم)

۱۶ شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۳ مئی ۲۰۱۷ء بروز سنیچر

---

(۱) حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ کا یہ مضمون اس وقت لکھا گیا تھا، جب حضرت والا مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی باقید حیات تھے، بتاریخ ۲۶ رشوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰ رجولائی ۲۰۱۸ء میں مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی اس دار فانی سے رحلت فرماگئے، اللہ تعالی مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی بال بال مغفرت فرما کر جنت میں اعلی مقام نصیب فرمائے، آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آغاز

مفکرملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۳۳ء تا ۲۰۱۸ء) کا شمار گجرات، انڈیا، کے ممتاز و مایۂ ناز علمائے کرام میں ہوتا ہےاور خصوصاً انڈیا اور بیرون ملک کے علمی و دینی حلقوں میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہے۔

مفکرملت رحمۃ اللہ علیہ بڑے استقلال کے ساتھ چوتھائی صدی سے زائد عرصے سے مدرسہ فلاح دارین ترکیسر، گجرات، انڈیا کے رئیس و مہتمم رہے ہیں، مفکرملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے اخلاص، تواضع وانکساری، طلب علم، دینی کاموں میں لگاؤ اور دیگر وجوہات کی بنا پر بڑے قابل تحسین وصاحب عزّ وشرف تھے۔ جب کبھی مفکرملت رحمۃ اللہ علیہ کو مجالس میں بیان کرنے کا موقع ملتا، تو ان مواقع کو غنیمت سمجھ کر بڑی خوش اسلوبی سے سامعین کو کردار سازی اور قابل قدر اور معزز انسان بننے کی اہمیت پر حاضرین کو متأثر و متوجہ فرماتے۔

یوکے، برطانیہ کے اسفار کے دوران، مفکرملت رحمۃ اللہ علیہ بارہا شہر باٹلی تشریف لاتے، بندہ مفکرملت رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد، اور انکی حاضری کو غنیمت سمجھتا، مفکرملت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ بندہ کے ساتھ خصوصی تعلق اور شفقت فرماتے، اسی تعلق کی بنا پر آپ نے اس احسان کے بدلے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میرے لئے وقت نکالتے اور ہمارے یہاں مدینہ اکیڈمی میں اپنی حاضری سے ہمیں شرفیاب فرماتے، اور اپنے بیانات

اور مخلصانہ پند و نصائح سے سامعین کے دلوں کو متفکر فرماتے۔

بتاریخ ۲/اپریل ۲۰۱۳ء، بندہ نے مفکرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری میں وعظ و نصیحت کی درخواست پیش کی، اس ادارہ کی بنیاد ۲۰۱۰ء میں شہید منیٰ حضرت مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۵۰ء تا ۲۰۱۵ء) کی سرپرستی میں میرے برادرِ مکرم مولانا خلیل احمد قاضی سلمہ کے اہتمام سے رکھی گئی، اس میں مکتب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ درجۂ حفظ، نوجوان بچوں اور بچیوں کے لیے درسِ نظامی کی مکمل تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے، اور مزید چھوٹے بچوں کے لیے نرسری سکول کا بھی انتظام فراہم ہے۔

مفکرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پچھلے اسفار میں اس ادارے کا معائنہ تو کیا تھا، مگر اِس موقع پر مدینہ اکیڈمی کی ترقی اور دیگر مساعی و خدمات کے بارے میں بڑی دلچسپی اور شوق کا اظہار فرمایا، بایں وجہ مفکرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے برمحل وعظ و نصیحت کی درخواست قبول فرما کر مکاتب و مدارس کے بنیادی مقاصد اور ان کی اہمیت پر بہترین وعظ پیش فرمایا، مزید مقامی عوام کو ان بیش قیمت تعلیمی درس گاہوں کی پشت پناہی اور اعانت کی عوام سے دردمندانہ اپیل و درخواست کی۔

الحمدللہ! بندہ نے اس بیان کو ریکارڈ کر کے محفوظ کر لیا تھا، اس موقع پر میں مولانا سمیع اللہ کھلوڈیا صاحب سلمہ کا ممنون و مشکور ہے جنھوں نے بڑے اہتمام سے اس وعظ کو تحریری شکل میں نقل فرما کر طباعت و اشاعت کے مراحل تک پہنچایا۔

ان شاءاللہ تعالیٰ، مفکرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی اس موقع پر حکمت بھری نصیحت علمائے

کرام کے لیے خصوصاً، اور دیگر مسلمانوں کے لیے عموماً بے حد مفید ثابت ہونگیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے ان دینی مکاتب کو ہمارے بچوں اور آنے والی نسلوں کے لیے اخلاقیات و مذہبی رہنمائی کا چراغِ راہ بنائے رکھے اور ہمیں ان کی خدمت میں کوشاں رکھیں۔

بندہ: سلیمان قاضی عفی عنہ، باٹلی، یوکے

۲۴ شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق: ۳۰ اپریل ۲۰۱۹ء

مفکرؒ ملّت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ایک نظر میں

نام : عبداللہ

والد ماجد کا نام : اسماعیل

خاندانی لقب: پٹیل

مقام ولادت: برما کے شان اسٹیٹ نامی صوبہ کی ''ہیہو'' (HEHO) شہر میں،

سن ولادت: ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء رنگون (برما)

ہندوستان آمد: ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں برما سے ہندوستان آئے۔

تعلیم کا آغاز: ضلع بھروچ، تحصیل، انکلیشور کے آبائی گاؤں کاپودرا کے مدرسہ اسلامیہ میں پائی، کاپودرا میں حافظ ابراہیم صاحب کے پاس تعلیم کا آغاز کیا، ۱۹۴۴ء میں جامعہ مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل میں داخل ہوئے، عربی دوم تک کی کتابیں مولانا عبدالحئی بسم اللہ ؒ، صوفی محمد ابراہیم ؒ اور درسیات کی دیگر کتابیں حضرت مولانا عبدالجبار اعظمی ؒ سے پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند کا علمی سفر: ۱۹۴۹ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم تشریف لے گئے۔

مشہور اساتذہ: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ، حضرت مولانا معراج الحقؒ اور حضرت مولانا محمد حسین بہاری رحمہم اللہ، وغیرہ مشاہیر علمائے کرام سے علمی اکتساب کیا اور فیضیاب ہوئے۔

فراغت: دار العلوم دیوبند سے ۱۹۵۳ء میں فراغت ہوئی اور اسی جامعہ سے پڑھ کر سالانہ امتحان میں اول نمبر پر کامیابی حاصل کی، ۱۹۵۹ء میں دوبارہ دار العلوم دیوبند گئے اور حضرت مولانا فخر الدین احمد مرادآبادیؒ سے حدیث شریف کا درس لیا۔

درس وتدریس کا آغاز: ۱۹۶۱ء میں گجرات کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے درس وتدریس کا آغاز کیا، دو سال تعلیمی خدمت انجام دینے کے بعد دوبارہ اپنے گاؤں کا پودرا چلے آئے۔شوال ۱۳۸۱ھ مطابق مارچ ۱۹۶۲ء میں دوبارہ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل میں مولانا محمد سعید بزرگ صاحبؒ کی دعوت پر تنظیمی و تعلیمی خدمات پر مامور ہوئے۔

دار العلوم فلاح دارین میں تقرر: ۱۳۸۵ھ مطابق: ۱۹۶۶ء سے لے کر ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء تک تقریباً ۲۳ ر سال کے لمبے عرصے میں فلاح دارین ترکیسر، گجرات، میں تدریسی و تنظیمی خدمات بحسن خوبی انجام دی۔

مشہور تلامذہ: حضرت مولانا ابرار احمد دھلیوی رحمۃ اللہ علیہ، سابق شیخ الحدیث فلاح دارین ترکیسر، حضرت مولانا غلام محمد وستانوی: بانی ورئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

مہاراشٹر، حضرت مفتی احمد دیولوی: بانی ومہتمم جامعہ علوم القرآن جمبوسر گجرات، حضرت مولانا اقبال ٹنکاروی: مہتمم دار العلوم ماٹلی والا بھروچ، حضرت مولانا یوسف ٹنکاروی: شیخ الحدیث فلاح دارین، حضرت مولانا خلیل دیوا: استاذ حدیث فلاح دارین، حضرت مولانا خلیل راوت: مہتمم فلاح دارین، قاری صدیق احمد سانسرودی: شیخ القراءفلاح دارین، حضرت مولانا یوسف آنکرودی: استاذ تخصص فی الحدیث، جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور، حضرت مولانا قاسم انگار، کناڈا، حضرت قاری محمد طاہر کناڈا، حضرت مفتی اسلم، کناڈا، حضرت مولانا ادریس کوسموی: استاذ حدیث دار العلوم لیسٹر، انگلینڈ، حضرت مولانا عبد الرؤف لاجپوری: استاذ حدیث مدرسہ تعلیم الدین باٹلی انگلینڈ اور حضرت مفتی موسی بدات بلیشوری شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام، مرکز، ڈیوزبری، انگلینڈ۔

آپ کی کناڈا تشریف بری: آپ ۱۹۹۴ء میں کناڈا تشریف لے گئے۔

بیعت واصلاحی تعلق: جامعہ ڈابھیل کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب پیشاوریؒ -جن کے حضرت مدنیؒ کے ساتھ بہت گہرے تعلقات تھے اور حضرت مدنیؒ ہی کے حکم پر جامعہ ڈابھیل تشریف آوری ہوئی تھی- کی سفارش پر حضرت مدنیؒ نے حضرت مولانا عبد اللہ صاحبؒ کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرمایا، حضرت شیخ الاسلام کے سانحۂ ارتحال کے بعد جگر گوشۂ شیخ الاسلام فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ صاحب سے رجوع فرمایا تھا۔

اجازت وخلافت: حضرت مولانا عبد اللہ صاحبؒ کو نو (۹) بزرگوں سے اجازت بیعت حاصل تھی، جن مشائخ عظام سے بیعت وارشاد کی اجازت حاصل تھی، ان کے

اسمائے گرامی مندرجۂ ذیل ہیں:

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم المدنیؒ۔

(۲) حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتھم، شیخ الحدیث جامعہ ڈابھیل خلیفہ مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ۔

(۳) حضرت حاجی فاروق صاحب سکھرویؒ خلیفہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جال آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت مولانا ہاشم پٹیل صاحب جوگواڑی صاحب دامت برکاتھم، خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) ڈاکٹر اسماعیل میمن صاحب دامت برکاتھم، خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) حضرت مولانا نعیم اللہ صاحب نقشبندی مدظلہ خلیفہ پیر غلام حبیب صاحب نقشبندی چکوال رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) شیخ آصف حسین فاروقی صاحب نقشبندی خلیفہ حضرت خواجہ عبد المالک صاحب صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۸) حضرت مولانا منیر احمد صاحب کالینا، ممبئی خلیفہ شاہ عبد الحلیم صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) حضرت مولانا ولی آدم صاحب ستپونی خلیفہ مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن صاحب ندویؒ

وفات: ۲۵ شوال المکرم ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز منگل

مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی اپنے مولائے حقیقی کے پاس پہنچ گئے

صراحی روتی اٹھی جام اشک بار اٹھا
پھر آج مئے کدے سے ایک بادہ خوار اٹھا

تجہیز وتکفین: نمازِ جنازہ حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتھم نے پڑھائی اور کاپودرا کے آبائی قبرستان میں شب ساڑھے دس بجے تدفین عمل میں آئی، نماز جنازہ میں تقریباً ۱۵؍ہزار افراد نے شرکت کی، اس کے علاوہ جن کی نماز جنازہ چھوٹ گئی اور وہ صرف تدفین میں شامل ہوئے، ان کے تعداد تقریباً ۷ ہزار تھی۔

اولاد : ۷؍صاحب زادے اور ۵؍صاحب زادیاں (کل ۱۲)

صاحبزدگان: (۱) مولانا محمد عبداللہ صاحب (۲) یونس عبداللہ بھائی (۳) یوسف عبداللہ بھائی (۴) سلیم عبداللہ بھائی (۵) مولانا اسماعیل عبداللہ صاحب، رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند، وقف (۶) حافظ ابراہیم عبداللہ صاحب، استاذ دارالعلوم، لندن (۷) قاسم عبداللہ بھائی۔

مشہور تصانیف: (۱) دیوان امام شافعیؒ (۲) افکار پریشان (۳) صدائے دل (۴) رشد وہدایت کے منار (۵) مقدمات کاپودروی (۶) مکاتب اشرفی (۷) گجرات کے علمائے حدیث (۸) علامہ بدرالدین عینیؒ اور ان کا علم حدیث میں مقام۔

دعاء: اللہ تعالیٰ مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، ان کی تمام تر خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب کرے، آمین یا رب العلمین،

مکاتب و مدارس کے پنج بنیادی مقاصد

خطاب از مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ

اقوال زرین

از افادات مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی نوراللہ مرقدہٗ

سرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

اَلْقِرَأۃُ صَانِعۃُ الاُمَمْ

قوموں کا معمار مطالعہ ہے

اَلْقِرَأۃُ أَسَاسُ الْحِضَارَۃِ

مطالعہ تہذیب کی بنیاد ہے

مطالعہ انسان میں کمال پیدا کرتا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ، والصَّلٰوةُ والسَّلامُ على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين، أما بعدُ: فَقَدْ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: »خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ«(۱) أو كما قال عليه الصلوة والسلام.

عزیز دوستو! ہم پہلے یہاں حاضر ہوئے تھے تو یہ مکان اس وقت خریدا گیا تھا اور سلیمان بھائی اور مولانا خلیل صاحب نے ہمیں بتایا کہ یہاں ان شاء اللہ ہم ایک مدرسہ قائم کریں گے، اکیڈمی بنائیں گے، آج حاضر ہوئے تو ماشاء اللہ اس کی عمارت بن گئی ہے، اور ابھی مزید اس میں ترقی کی امیدیں ہیں اوپر بھی کلاسیں بننے جارہی ہیں، میں نے پوچھا کہ ابھی کیا کام شروع ہوا ہے تو کہا گیا کہ مکتب شروع ہوا اور درجہ حفظ بھی۔

علمائے ربانیین کون ہیں؟

مکتب مسلمانوں کے لیے بہت بنیادی چیز ہے، دنیا میں مسلمان جہاں کہیں رہے، جس علاقہ میں جائے، اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے دینی تعلیم کا انتظام کرے۔

مکتب میں جو علماء چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھاتے ہیں، حضرت مولانا یوسف

---

(۱) صحیح البخاری، عَنْ عُثْمَانَ بن عفان رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ، بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ القُرْآنِ، رقم الحديث: ۵۰۲۷.

صاحب بنوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہی علمائے ربانیین ہیں، میں نے خود حضرت کی زبان سے یہ جملہ سنا تھا کہ یہ مکاتب میں جو مدرسین پڑھا رہے ہیں، یہ علمائے ربانیین میں سے ہیں، ﴿وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾ [آل عمران: ۷۹]، یہ قرآن شریف کی آیت ہے، اس کے ذیل میں مفسرِ امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا گیا کہ عالم ربانی کون ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ: "العَالِم الّذِی یُعَلِّمُ الصِّغَارَ قَبْلَ الْکِبَار" وہ عالم جو چھوٹے بچوں کو تعلیم دے رہا ہے بڑوں سے پہلے "ھذا ھُو عالم ربانی" بڑی محنت کا کام ہے۔

تربیت بتدریج ہوا کرتی ہے

ایک بچہ ہے جس کی زبان انگریزی ہے، ایک بچہ ہے جس کی زبان گجراتی ہے، ایک بچہ ہے اس کی زبان ہندی ہے، مراٹھی ہے، ایسے بچے کو عربی شروع کراتے ہیں اور عربی حروف کے مخارج اسے بتاتے ہیں کہ یہ حاء اس طرح نکلے گی، شین کی ادائیگی یہ ہے، ضاد کہاں سے نکلتا ہے، یہ محنت کا کام ہے، تو بڑی مشقت سے انھیں دھیرے دھیرے دین کا علم دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا قرآن آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے، اور تربیت کہتے ہی اسی کو ہیں اور ربوبیت کا معنی بھی یہ ہے "إنشاء الشئی شیئا فشیئا" کہ کسی چیز کو دھیرے دھیرے آگے لے جانا ہے۔

ماں کے پیٹ میں سے جب بچہ نکلتا ہے تو اس کو فوراً تو روٹی نہیں دے سکتے، ماں اس کو پہلے شہد اور پانی چٹاتی ہے، پھر دو تین دن کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے سینے میں دودھ پیدا فرماتے ہیں بہت ہی ہلکا پھلکا، وہ ماں پلاتی ہے پھر آہستہ آہستہ چند مہینے کے

بعد کچھ اناج دیتی ہے تو یہ ہے اصل تربیت، تو بچے کو بھی اس طرح لے جانا ہے۔

مکتب کے بنیادی مقاصد

ہمارے جو مکاتب ہیں پورے اسلامی دنیا میں، اس کے اصل میں مقاصد ہیں ہمارے بزرگوں کے نزدیک، یہ مکاتب صرف اس لیے نہیں ہیں کہ بچے داخل ہوجائیں اور آئیں اور جلدی جلدی قرآن شریف ختم کردیں، جیسے ہمارے یہاں عام طور پر کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ بچے کا قرآن شریف جلدی جلدی پورا کروادو پھر بڑے ہوکر مسئلہ پڑھ لے گا، مکتب کا یہ مقصد نہیں۔

پہلا مقصد

مکتب میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ بچے کو عربی زبان کی تصحیح کرائی جائے کہ قرآن مجید عربی میں نازل ہوا اور عربی زبان کا ایک خاص اسلوب ہے، اس کی ایک خاص اسٹائل ہے تو ہمیں چاہئے کہ چھوٹا بچہ جب مکتب میں آئے، وہاں پہلے ہی سے اس کے تلفظ درست ہو، اس کو کہتے ہیں تصحیح حروف، حروف کو صحیح کرانا، بچہ ہمارے یہاں جتنے سال رہے، اس میں اس کا قرآن شریف بالکل صحیح ہوجائے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴﴾ [المزمل: ٤]: قرآن شریف کو ترتیل سے پڑھو، سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ ترتیل کے کیا معنی ہیں؟: ''اَلتَّرْتِيلُ هُوَ تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوف'' کہ حروف کو عمدگی کے ساتھ ادا کرنا تجوید ہے، اور مقامِ وقف کو جاننا۔

یہ تجوید عربی کا لفظ ہے جو جودۃ سے نکلا ہے، اس کا مادہ جودۃ ہے، والجودۃ

ضدّ الرداْة، ایک چیز عمدہ ہوتی ہے ”ھذا شيءٌ جیدٌ وھذا شيءٌ ردیٌ“ یہ عمدہ چیز ہے اور یہ نکمی چیز ہے، تو جودت کا معنی عمدگی ہے، تجوید وہاں سے نکلا ہے، کوئی حرف عمدگی کے ساتھ اس وقت ادا ہوگا جب بچہ اس کو اس کے مخرج کے ساتھ ادا کرے۔

جو اساتذہ یہاں پڑھاتے ہوں یا کسی بھی مکتب میں پڑھاتے ہوں ان کا پہلا فرض ہے کہ بچے کو صحیح تجوید سکھائے، الف با تا شروع کرے، ہمارے یہاں مکتب میں پہلے یہ خیال ہوتا تھا کہ بھائی مکتب میں پڑھا دینے کا، جیسا پڑھے ویسا، جب بڑے ہو جائیں گے اور عربی مدرسہ میں جائیں گے تو وہاں تجوید سیکھیں گے، یہ بات صحیح نہیں ہے، یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے کہ بڑے ہو کر عربی مدرسہ میں جائیں گے تو وہاں تجوید پڑھیں گے، نہیں نہیں، تجوید اُن کو پہلے دن سے پڑھانی ہے؛ تاکہ بچہ جب بھی قرآن شریف کی تلاوت کرے تو صحت کے ساتھ کرے اور یہ فرض ہے، التجوید بالقرآن حتم لازم کہ قرآن کریم کو تجوید کے ساتھ پڑھنا بالکل واجب ہے، من لّم یجوّد بالقرآن فھو آثم: جو آدمی قرآن کریم کو تجوید سے نہیں پڑھتا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار ہوتا ہے۔

اس لیے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا، ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾ [یوسف:۲]: ہم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں اتارا ہے۔

کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے تھے کہ یہ دوسروں سے سن سن کر باتیں ہم کو سناتے ہیں: ﴿وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۵﴾ [الفرقان] جو انھوں نے جمع کرلیا اور لکھ لیا ہے تو قرآن نے اس کی تردید

کی ہے:﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴿۱۰۳﴾﴾[النحل]: اللہ تعالیٰ کیسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی طرف یہ کفار نسبت کر رہے ہیں، وہ تو عجمی زبان والے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب سے سن کر، یاد کر کے سناتے ہیں، وہ تو سریانی زبان ہے، عبرانی زبان ہے اور یہ قرآن جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہوا، یہ عربی میں ہے، ﴿لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴿۱۰۳﴾﴾

تو یہ قرآن شریف عَرَبِیٌّ مُبِینٌ ہے!۔

اس لیے ہمارا بچہ، مسلمان کا بچہ دنیا میں کسی خطے میں ہو، مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ عربی کتاب کو، عربی زبان میں، عربی لہجے میں پڑھے۔

ہمارے یہاں تو جب لوگ بڑے ہو جاتے ہیں، تب بھی نہ الحمد شریف صحیح پڑھتے ہیں اور نہ نماز میں پڑھی جانے والی دوسری سورتیں صحیح پڑھتے ہیں، نہ دعائیں ان کو صحیح یاد ہیں، حج میں جاتے ہیں، لبیک پڑھتے ہیں، وہ بھی عجیب وغریب انداز کی لبیک ہوتی ہے، ہمارے ہندوستانی لبیک یوں کہتے ہیں: ''لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا سَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ'' ایسا پڑھتے ہوئے میں نے سنا ''لَا سَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ'' کوئی لفظ ہے دنیا میں؟ پچاسوں انسانوں کو میں نے سنا کہ لاکھوں روپے خرچ کر کے جاتے ہیں، نہ ان کو لبیک صحیح آتی ہے اور عرب کا ایک چھوٹا بچہ کالا جبہ پہنتا ہے اور کھڑا ہو جاتا ہے، چلو چلو! میں تم کو طواف کراتا ہوں، اور وہاں کھڑے ہو کر جب شروع کرے گا ''لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ'' اور ہمارے لوگوں کو ایسا ''لَا

سَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ ‘‘ پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے، لہجہ آپ دیکھیے! کتنا بڑا فرق ہے؟ تو یہ کمزوری ہمارے یہاں مسلمانوں میں ہے، اس کو دور کرنے کا پہلا موقعہ مکتب ہے اور مکتب کا فریضہ ہے۔

دوسرا مقصد

دوسرا کام مکتب میں عقائد کو درست کرنا ہے، مکتب کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ بچوں کے عقیدے کو بالکل درست کیا جائے، اللہ تعالی کے ساتھ کیا عقیدہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا عقیدہ ہے، قیامت کے بارے میں کیا ہے، پیغمبروں کے بارے میں کیا ہے، یہ عقائد ضروری ہیں، ہمارے یہاں پہلے اس طرح ہوتا تھا، جب ہم چھوٹے تھے، میرے خیال میں سات آٹھ سال کی میری عمر ہوگی اور ہم نے گاؤں میں بہشتی ثمر پڑھی تھی تو پہلے ہی بہشتی ثمر میں حافظ صاحب نے عقائد پڑھائے کہ تمام عالم پہلے ناپید تھا پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا، یہ بہشتی ثمر میں پہلا عقیدہ ہے اور پھر زبانی یاد کراتے تھے، دوسرے دن سنانا پڑھتا تھا، یاد تو کر لیتے تھے، لیکن کچھ نہیں سمجھتے تھے کہ ’’عالم‘‘ کا کیا معنیٰ ہے، ’’ناپید‘‘ کے کیا معنی ہے، گاؤں کے لوگ تھے، اس وقت سات آٹھ سال کی عمر تھی، لیکن یاد اس وقت کیا تھا جو آج سنا رہا ہوں، ۱۹۳۷ء یا ۱۹۳۸ء میں میں نے یاد کیا تھا کہ تمام عالم پہلے ناپید تھا پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا۔

اور بہشتی ثمر سے میں نے یہ عقیدہ پڑھا کہ بڑے سے بڑا ولی چھوٹے سے

چھوٹے صحابی کے درجہ کونہیں پہنچ سکتا، یہ عقیدہ ہے بہشتی ثمر میں، ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ یہ کیا ہے اورکون کس سے کیسے بڑا ہے؟ پھر جب بڑے ہو گئے، تب پتہ چلا کہ اُوہُو مقام صحابیت کیا ہوتا ہے۔جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی زندگی گذاری اور ایمان کی حالت میں آپ کو دیکھا، اللہ کے یہاں ان کا کیسا درجہ ہے۔

یہ ہے مقام صحابیت

کسی نے سوال کیا کہ عمر بن عبد العزیزؒ افضل ہیں یا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ؟ چوں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے اختلاف ہوا تھا تو یہ خیال رہا کہ عمر بن عبد العزیزؒ بنوامیہ کے بہت عادل بادشاہ گذرے ہیں، توکسی نے سوال کیا کہ بھائی ان دونوں میں افضل کون ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جو شرکت کی اور جس گھوڑے پر بیٹھ کر انھوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، اس گھوڑے کے ناک کے بال پر جو غبار ہے، وہ عمر بن عبد العزیزؒ سے بہتر ہے۔ یہ ہے مقامِ صحابیت، اور یہ باتیں ہم کو دورہ پڑھنے کے بعد معلوم ہوئیں، لیکن ہم کو یہ عقیدہ یاد کروایا گیا تھا مکتب میں کہ بڑے سے بڑا ولی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کے درجہ کونہیں پہنچ سکتا؛ اس لئے عقیدے صحیح کرانا مکتب کا ایک خاص مقصد ہے۔تو یہ پانچ سال جو ہمارے یہاں مکتب میں رہے، ان کے عقیدے اتنے مضبوط ہوجانے چاہئیں کہ دنیا کی کوئی تحریک ان پر اثر انداز نہ ہو۔

کلمہ طیبہ کی تعلیم کا نرالا انداز

میں چند سال پہلے یہاں انگلینڈ کے ایک مدرسہ میں گیا، بچوں کو ان کے مولانا تعلیم الاسلام پڑھا رہے تھے، مولانا نے مجھ سے کہا: آپ ان کا خود سنو، میں نے کہا: بہت اچھا! یہ انگلینڈ کی باتیں کر رہا ہوں، بچے میرے سامنے بیٹھے، میں نے پوچھا کہ اچھا بھائی! پہلا کلمہ پڑھو، کون سا ہے؟ تو پڑھا ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ'' پھر کہا: دوسرا کلمہ سناؤ تو انھوں نے سنایا ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ أَلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ'' انھوں نے ترجمہ بھی کیا، میں نے سب بچوں سے پوچھا کہ اگر ایسا کہہ دے کہ ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُه'' تو کوئی حرج ہے، ''عَبْدُهُ'' بولنے کی کیا ضرورت ہے، یہ بتاؤ؟ یہ جو کلمہ پڑھاتے ہیں، اس میں ''عَبْدُهُ'' کا لفظ ہم سے بلوایا جا رہا ہے، یاد کروایا جا رہا ہے، اس کی وجہ بتاؤ؟ پوری لمبی چوڑی جماعت بیٹھی ہوئی تھی، کسی نے نہیں بتایا، ایک بچے نے بھی نہیں بتایا۔

پھر میں نے انھیں بتایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا کلام کیا کہتا ہے کہ: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ﴾: یہودی کہہ رہے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، ﴿وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ ط﴾: نصاریٰ یہ کہہ رہے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہے، اپنے پیغمبر کے بارے میں یہودی بھی غلطی میں پڑ گئے، نصاریٰ بھی غلطی میں پڑ گئے، اور ہندوستان کے پچاسی کروڑ ہندو ''کرشنا'' کو اللہ کا اوتار مانتے ہے تو دنیا کے تین بڑے مذاہب جو دنیا میں چھائے ہوئے ہیں، وہ پیغمبر کے سلسلے میں ٹھوکر کھا چکے ہیں، یہ

جو کلمہ ہم سے یاد کروایا جارہا ہے، یہ ان ہی ٹھوکروں سے بچانے کے لیے ہے، اس لیے کہلوایا جارہا ہے کہ آپ اس کو کہو کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں Not Son of God خدا کے اوتار نہیں ہیں، خدا کے بیٹے بھی نہیں ہیں، بلکہ کیا ہیں؟ خدا کے بندے ہیں۔ پہلے سے بچے کے ذہن میں ڈال رہے ہیں۔

یہ دوسری قومیں جو غلطی میں پڑ گئیں، ان سے بچانے کے لیے ''عَبْدُہٗ'' کا لفظ ہم سے کہلوایا جارہا ہے، اور قرآن نے اتنا اہتمام کیا ہے کہ کئی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ عَبْدُہٗ کا استعمال کیا ہے، ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ تاکہ پیغمبر کے بارے میں یہ غلط فہمی ذہن میں پیدا نہ ہوجائے، جیسا کہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا مان لیا، 3in1 and1in3، ثلثۃٌ فی واحدٍ، واحدٌ فی ثلثۃٍ، یہ مسلمان قوم اس غلطی میں نہ مبتلا ہوجائے۔ اس لیے یہ باتیں لائی گئی ہیں، یہ بات ہمیں مکتب کے بچوں کو سمجھانی ہے، لیکن ہم نہیں سمجھا رہے ہیں۔

تیسرا مقصد

ہمیں ان کو سمجھانا ہے کہ نماز کس طرح پڑھنی ہے، ہمیں سمجھانا ہے کہ وضو کس طرح کیا جائے، حوض پر لے جائیں یا جہاں کہیں وضو کی جگہ ہے، وہاں مدرّس ساتھ جائیں، اور اس کو بتائے کہ چلو! میرے سامنے بیٹھو، وضو کرو، اور ٹھیک اس انداز سے اس کو سمجھائے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھلایا، کیوں؟ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

جب خلیفہ تھے تو ایک جماعت آئی، اوران سے پوچھا: یا أمیر المؤمنین ! کَیْفَ کَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم؟! امیر المؤمنین ہم کو یہ بتایئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کس طرح وضو فرماتے ؟ فدعا بطشت: حضرت عثمانؓ نے پانی کا ایک طشت منگوایا، وتوضا: اور انھوں نے وضو کیا اور اسی انداز سے وضو کیا جس طرح اللہ کے رسول ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا، اور جب وضو مکمل ہو گیا تو فرمایا: هٰكَذَا كَانَ وُضُوءُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ میں نے جس طرح تمہارے سامنے وضو کیا اس طرح اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے کیا، یہ ہے پریکٹیکل، Practical

تکبیر تحریمہ کے چند مسائل

آج کل اسکولوں میں اس کو پریکٹیکل نولیج Practical Knowledge کہتے ہیں، اب پریکٹیکل کرتے کرتے یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے کہ سیکس کی تعلیم Sex Education بھی پریکٹیکل! اس درجے تک پہنچ گئے، ہمارے ہاں کے بچوں کے عقائد ہمیں درست کرنے ہیں، ہمارے بچوں کو مسائل عملی طور پر بتانا ہے، نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے، ہاتھ کہاں باندھے جائیں؛ کیوں کہ پچاسوں آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ تیس چالیس سال سے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ یوں کر رہے ہیں (تکبیر تحریمہ میں صحیح ہاتھ نہیں اٹھا رہے ہیں) یہ ہاتھ اٹھانے کا کیسا طریقہ ہے؟ کتنے آدمیوں کو ہم گاؤں میں دیکھ رہے ہیں، کتنے آدمیوں کو ہم نے دیکھا کہ نماز کے سجدے میں پیچھے دونوں پیر اٹھاتے ہیں، حالاں کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر پیر اٹھائے جائیں تو نماز ہی نہیں ہوتی، لیکن ان کو کچھ پتہ نہیں، نماز پڑھے جا رہے ہیں۔

تو یہ بچوں کو بار بار کہنا ہے کہ ہاتھ قبلہ کی طرف کر کے کس طرح اٹھانا ہے، قبلہ کی طرف آپ کے انگوٹھے کس طرح رہیں گے وغیرہ، ڈابھیل میں ہمارے استاذ تھے، ہم نے ان سے نور الایضاح جب پڑھی تو وہ باقاعدہ بتاتے تھے اور عملی طور پر بتایا کہ تحریمہ کے بعد ہاتھ کس طرح باندھنے ہیں اور سب کے پاس کروایا، یہ تین انگلیاں اوپر رہیں گی اور انگوٹھا یہاں رہے گا، ہاتھ کہاں باندھے، تو یہ بار بار بچوں کو ہم بتائیں کہ کھڑے ہو جاؤ، ہاتھ باندھو، تاکہ وہ غلطی نہ کریں۔

میرے بھائیو! کتنے مسلمان ایسے ہیں کہ ان کو یہی پتہ نہیں ہوتا کہ 'اللہ اکبر' کہنا فرض ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا چاہئے، یہی تکبیر تحریمہ ہے، وہ جلدی جلدی وضو کر کے آتے ہیں اور امام کے ساتھ جلدی ہاتھ اٹھاتے ہیں اور منہ سے اللہ اکبر نہیں کہتے، ان کی یہ نماز کہاں ہوئی؟ تکبیر تحریمہ تو فرض ہے تو یہ ہمیں مکتب میں بچوں کو بتانا ہے کہ یہ فرض ہے، دیکھو! بڑے ہو کر اس کو نہ چھوڑنا، ہاتھ اس طرح باندھنا، یہ مکتب کی ذمہ داری ہے کہ ان کو یہ بات بتائی جائے، قرآن مجید صحیح کرائیں، عقیدہ صحیح کرائیں، مسائل کو صحیح تطبیق کے ساتھ سکھائے۔

چوتھا مقصد

اور چوتھی بات ان کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سمجھائیں، خلفائے راشدین کے بارے میں یہ بتائیں کہ خلفائے راشدین کون تھے؟ ان کا امت پر کتنا بڑا احسان ہے؟ طلباء کی بڑی جماعت جو ہمارے اسکول میں جانے والے ہیں، آپ ان سے پوچھیں کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں آپ کو کیا معلومات ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم تو کچھ

نہیں جانتے ، میں بھروچ میں ایک مسجد میں نماز کے لیے گیا، نماز ہوگئی تھی ، میں نے اپنی نماز پڑھی پھر ذہن میں آیا اور دیکھا کہ طلباء کا گروپ ہے، میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا، سب سے مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کیا نام ہیں؟ تو سب نے نام بتائے ، پوچھا: کیا کرتے ہو؟ تو کہا کہ ہم تو یہاں اسکول میں پڑھتے ہیں، پوچھا: کیا پڑھتے ہو؟ ایک نے کہا کہ میں دسویں میں ہوں، دوسرا کہتا ہے کہ گیارھویں میں ہوں، کسی نے کہا کہ بارھویں میں ہوں۔

میں نے کہا بڑی خوشی کی بات ہے، آپ لوگ پڑھ رہے ہیں، اور ماشاء اللہ نماز کے لیے بھی آئے اور ضرور نماز پڑھتے رہو، پہلے تو میں نے ان کو یہ کہا، پھر میں نے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ کہ سیدنا عمرؓ کے بارے میں آپ نے کیا پڑھا اور ان کے بارے آپ کے ذہن میں کیا ہے؟ تو کہا کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں ، بارھویں کا طالب علم اور حضرت عمرؓ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا!، آپ سمجھ رہے ہیں؟ ان کو معلوم نہیں ہے کہ معروف کیا چیز ہے اور منکر کیا چیز ہے۔

آہ، امت کا یہ حال

کل لندن میں ایک مولانا صاحب ملے اور کہنے لگے کہ مسجد میں شادی ہو رہی تھی تو فوٹو گرافی کرانے کے لیے مسجد میں کیمرا وغیرہ لا کر رکھے گئے، کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: بھائی! یہ مسجد ہے، اس طرح کیمرے سے آپ فوٹو گرافی نہیں کر سکتے۔ وہ مولانا صاحب ہیں ذمہ دار، پرسوہی مجھے سنا رہے تھے۔ تو وہ کہنے لگے کہ تم کیسے مسلمان ہو! کہ مجھے فوٹو کھینچے سے روک رہے ہو!؟، معروف منکر بن

گیا اور منکر معروف بن گیا، یہ قیامت کی نشانی ہے، جو بھلائی کا کام تھا، وہ بُرا ہونے لگا اور جو بُرا کام تھا، وہ اچھا ہونے لگا، یعنی لوگ الٹا سمجھنے لگے ہیں، عجیب و غریب قسم کا ایک حال امت کے اندر پیدا ہو گیا ہے۔

خیر خواہی ہو تو ایسی ہو

میرے دوستو! بڑی ضرورت ہے کہ ہم عام انسانوں پر بھی محنت کریں۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی، ابھی دو ہفتے ہوئے سورت سے مجھے دعوت ملی کہ 'سوداگرواڑ' میں ہم نے ایک جلسہ رکھا ہے، وہاں آپ کو آنا ہے، میں نے پوچھا کہ کیا پروگرام ہے؟ تو کہا: ہم لوگوں نے ایک پروگرام چلایا ہے کہ ہر ایک مسجد میں یہ اعلان کیا کہ جس شخص کو بھی اپنا قرآن شریف درست کرانا ہو، وہ ہمارے پاس آئے، دن میں جب فرصت ہو آئے، صبح فرصت ہو، دس بجے ہو، ظہر کے بعد ہو، عصر کے بعد ہو، مغرب کے بعد ہو، ہم لوگ تیار ہیں، کچھ علماء نے اس کا انتظام کیا، تو بتایا کہ ڈیڑھ سو آدمیوں نے اپنے نام لکھوائے کہ ہم اپنا قرآن شریف صحیح کرنے کے لیے آئیں گے، مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ چلو! کچھ علماء تو ایسے تیار ہیں اور ان کو یہ فکر ہوئی کہ امت کا قرآن درست کرانا چاہیے، ہم لوگ صرف پانچ نمازیں پڑھا کر باہر نکلیں، صبح کے دو گھنٹے اور شام کے دو گھنٹے پڑھا کر بیٹھ جائیں اور مطمئن ہو جائیں کہ ہم نے دین کی خدمت کی، یہ صحیح نہیں، چوبیس گھنٹے ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اللہ کے کچھ بندے آئیں اور ہم ان کو پڑھائیں، ان کو مسائل سمجھائیں، اعلان کریں کہ بھائی! ہمیں آپ سے کچھ نہیں چاہیے۔

ایک ریٹائرڈ ٹیچر کا قابل داد شوق وجذبہ

وہاں ٹرونٹو Toronto میں حیدرآباد کے کچھ لوگ بڑے پڑھے لکھے ہیں تو ایک بہت بڑی اسکول کے اچھے ٹیچر ہیں، اب تو ریٹائر ہوگئے، پینشن مل رہا ہے، تو انھوں نے مسجد میں اعلان کیا کہ جس بچے کو بھی Mathematics سیکھنا ہے تو میں اس مسجد میں ظہر کے بعد دو گھنٹے بیٹھوں گا اور میں مفت بچوں کو سکھاؤں گا، مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ کا ایک بندہ تو ایسا نکلا کہ بچوں کو فری Free میں پڑھا رہا ہے، حالاں کہ وہ ٹیوشن لیوے تو وہاں تو بہت ٹیوشن ہوتا ہے لیکن نہیں، کہا کہ میں ریٹائر ہوں، مجھے گورنمنٹ پیسا دے رہی ہے تو مجھے چاہئے کہ امت کے بچوں کو فائدہ پہنچاؤں۔

ہمارے یہاں کتنے ٹیچر ہوں گے جو ریٹائر ہوں گے، تعلیم یافتہ ہیں، لیکن وہ بچوں کو نہیں سکھائیں گے، اصل میں امت کا جو درد ہونا چاہئے، وہ ہمارے اندر نہیں ہے۔

اور خاص طور پر ہمارے علماء کو چاہئے کہ وہ بچے جو اسکولوں میں جا رہے ہیں اور کالجوں میں جا رہے ہیں، ان کی دینی حالت کی طرف توجہ کر کے ان کو قریب کرنے کی کوشش کریں، یہ خاص طور پر ضروری ہے کہ ان کو محبت سے بُلائیں، معلوم کریں کہ کس حالت میں ہیں، دین کا کتنا حصہ ان کے پاس ہیں، مکتب اور مدرسوں میں جو بچے ہمارے آرہے ہیں، وہ شاید دس فیصد ہوں گے، امت کے نوّے فیصد بچے کالج اور اسکولوں میں جا رہے ہیں، اور ہمیں نہیں معلوم کہ انہیں وہاں کس طرح کی تعلیم دی جا رہی ہے، آج کل روز بروز جو حالات تبدیل ہو رہے ہیں کہ یہ سکھانا چاہیے، فلاں سکھانا

چاہیے،لوگ برائیوں کی طرف ایسا دوڑ رہے ہیں کہ جس کی انتہا نہیں ہے،ایسی حالت میں ہمیں امت کے بچوں کو بچانا ہے،ان کو ان خطرناک حالات سے روکنا ہے تو ان کو بلا کر بٹھانا پڑے گا،ان کے ساتھ محبت سے ملنا پڑے گا،ان کو بتانا پڑے گا کہ ہم مسلمان ہیں،ہمارا ایک خاص کلچر ہے،ہم دوسروں کی طرح نہیں کرسکتے،ہمارے اسکولوں میں جو بچے ہیں،ان کو بتائیں کہ آپ کے اندر اور دوسرے بچوں میں کیا فرق ہے۔

مسلمان کی ایک امتیازی شان

میں دیہاتوں میں جاتا ہوں،ہمارا 'اٹالواہ' (گاؤں) میں جانا ہوتا ہے تو میں لڑکوں سے پوچھتا ہوں کہ ایک ہندو بھی روٹی کھاتا ہے اور ایک مسلمان بھی روٹی کھاتا ہے،مگر ہمارے اور اس کے درمیان میں کیا فرق ہے،وہ مجھے سمجھاؤ؟ میں بچوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی کلچر کیا ہوتا ہے،وہ بے چارے خاموش رہتے ہیں؛ کیوں کہ اس قسم کے سوالات مکتب میں کوئی کہتا نہیں،پھر میں اسے سمجھاتا ہوں کہ کیا ہندو ہاتھ دھو کر کھاتا ہے؟ نہیں!،بسم اللہ پڑھ کر کھاتا ہے؟ نہیں! دائیں ہاتھ سے کھاتا ہے؟ نہیں! دیکھو! مسلمان بسم اللہ پڑھتا ہے،ہاتھ دھوتا ہے،دائیں ہاتھ سے کھاتا ہے وغیرہ؛ تاکہ ان کو پتہ چلے کہ ہمارا کلچر ہے کیا۔

بچے کو آپ اگر اس انداز سے سمجھاتے ہیں کہ سوار تو موٹر میں سب ہوتے ہیں،بس میں ہم بھی بیٹھتے ہے،وہ بھی بیٹھتے ہیں،فرق سمجھاؤ کہ مسلمان بندے بسم اللہ پڑھ کے قدم رکھتا ہے،دعاء پڑھتا ہے: ''﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ،وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾''،بچے کو کہو کہ کیا وہ اس طرح کرتا ہے؟۔

اصل میں تہذیب کا فرق ہمارے بچوں کے دماغ میں ڈالنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا ایک خاص کلچر ہے، اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بہت تاکید سے سمجھائی، یہ بات جو آئی: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ[۱]، اسی لیے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو اس سے بچانا چاہتے ہیں، یہ محرم کا روزہ پہلے سے چلا آرہا ہے تو آپ نے کہا کہ میں زیادہ حقدار ہوں[۲]، اس دن کے روزے کا پھر فرمایا کہ ایک دن اگلا بھی روزہ رکھو اور ایک دن پچھلا بھی روزہ رکھو؛ تاکہ تشبہ نہ ہو جائے، آپ نے تشبہ سے اپنی امت کو بچانے کے لیے ایک دن اگلا اور ایک دن پچھلا روزہ رکھوایا[۳]، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص تاکید یہ تھی کہ ہمارا اپنا ایک تہذیبی ڈھانچہ ہے، وہ دوسروں سے ممتاز ہونا چاہیے، اس لیے یہ بات بچوں کو سمجھانی پڑے گی کہ ہماری خاص تہذیب ہے، خاص کلچر ہے جو دوسروں سے الگ ہو۔

عیسائی بچے جو آپ کے اسکول میں ہیں، وہ ایسا کرتے ہیں، اس طرح کے پینٹ پہنتے ہیں، تم نہیں پہن سکتے، وہ کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں، آپ نہیں

---

① سنن أبي داود، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ تعالی عنھما، بَابٌ فِي لُبْسِ الشُّھْرَۃِ، رقم الحدیث: ۴۰۳۱.

② نَحْنُ أَوْلَی بِمُوسَی مِنْکُمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِہِ (صحیح البخاری، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، بَابُ إِتْیَانِ الیَھُودِ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حِینَ قَدِمَ المَدِینَۃَ، رقم الحدیث: ۳۹۴۳.

③ فَإِذَا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، إِنْ شَاءَ اللّٰہُ صُمْنَا الْیَوْمَ التَّاسِعَ، (صحیح مسلم، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، رقم الحدیث: ۱۱۳۴.)

کر سکتے ،آپ مسلمان ہیں،وہ پیشاب کرتے ہیں تو ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، استنجاءنہیں کرتے ،مسلمان کے لیےضروری ہے کہ پیشاب کے بعد استنجاء کرے تو ہمارے کلچر میں اوران کے کلچر میں کیا فرق ہے؟ یہ بچوں کے ذہن میں پختہ ڈالنے کی ضرورت ہے؛ تا کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ میں مسلمان ہوں، میرا یہ کلچر ہے، میری تہذیب الگ ہےان کی تہذیب الگ ہے ؎

خاص ہے ترتیب میں قوم رسول ہاشمی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوامت ہے،وہ دوسروں سے ممتاز ہے، دوسرے جو لوگ ہیں، ان کے اور ہمارے درمیان ہر چیز میں واضح فرق ہے، ہمارے کھانے میں، ہمارے پینے میں، ہمارے سونے میں، ہمارے چلنے میں، لوگوں کے ساتھ ہمارے برتاؤ کرنے میں،ہم پوری دنیا کے دوسرے انسانوں سے ممتاز ہیں۔

یہ غیر اسلامی تہذیب ہے!

ہمارا بچہ کسی بوڑھے آدمی کو ایسانہیں کہہ سکتا کہ جیسا میں نے ایک دن شادی کے جلسہ میں دیکھا: میں ایک گاؤں میں گیا تھا ابھی دلہے کا انتظار تھا، ایک بوڑھے آدمی نے ایک لڑکے سے کہا کہ بیٹا ذرا پانی لے آنا،تو وہ جواب دیتا ہے:۔ میں بیٹھا ہوا ہوں اورسن رہا ہوں کہ کیا آپ کے پیر ٹوٹ گئے ہیں؟ خود پی کر آؤ!، یہ غیر اسلامی تہذیب ہے، اسلامی تہذیب یہ ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے اور کہے: میں ابھی لے کر آتا ہوں، لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں

کیااور جس نے ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے [۱]، اسی لیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے بڑوں کی عزت نہیں کی، وہ میری امت میں سے نہیں، یہ بات اس بچے کے سمجھ میں نہیں آئی، اس لیے کہ اس کا ذہن ایسا بنایا ہی نہیں گیا، یہ جملہ میں نے خود سنا کہ تمہارے پیر ٹوٹ گئے ہیں کیا؟! اللہ اکبر! یہ حال ہو گیا ہے امت کا کہ بچہ اس بڑے آدمی کو ایسا کہہ رہا ہے۔

کبھی ایسا نہیں کرتے کہ دوسروں کو بس میں جگہ دے، ہم جب بس میں جاتے ہیں، سورت سے جب بسیں چلتی ہیں تو اسی سے لڑکے بھی اسکول جاتے ہیں، جیسے ہی بس لگی تو وہ فوراً ہی باہر سے اپنے بیگ سیٹ پر جگہ روکنے کے لیے ڈال دیتے ہیں، پھر کود کر اندر چلے جاتے ہیں، وہ تو جوان ہیں۔ میں نے بوڑھوں کو دیکھا، عورتوں کو دیکھا کہ وہ بے چاری کھڑی ہیں، میں نے بعض بچوں سے کہا کہ بھائی تم مسلمان ہو؟ ایک عورت کھڑی ہے، ایک بوڑھا آدمی کھڑا ہے، سفید داڑھی ہے، یہ کھڑا رہے اور تم بیٹھ جاؤ یہ کوئی تہذیب ہے ہماری؟ ہماری تہذیب یہ کہہ رہی ہے کہ اس بوڑھے آدمی کو پہلے بٹھائے، کوئی عورت کھڑی ہے، اس کو بٹھاؤ۔

ایک وکیل کے اعلیٰ کردار پر مسئلہ حل ہو گیا

ہمارے یہاں 'رادھنپور' میں ایک مشہور وکیل تھے، 'وکیل کالے خان' بڑے

---

(۱) سنن الترمذی، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالی عنه، بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ، رقم الحدیث: ۱۹۱۹.

دین دار آدمی، ہندوؤں کے گاؤں میں سے کچھ مسلمان اس وکیل صاحب کے پاس آئے، آکر کہا کہ وکیل صاحب! ہم مسجد بنانا چاہتے ہیں مگر وہاں کے ہندو بنانے نہیں دیتے، سرپنچ ہمارا بہت مخالف ہے کہ مسلمان کی مسجد نہ بنے، اگر آپ آئیں تو اچھا ہے۔ وکیل صاحب نے کہا چلو! کسی دن آؤں گا۔

ایک دن وہ گئے، رادھنپور سے بس میں بیٹھے، وہاں اکثر بسیں بھری ہوتی ہیں، اور گرمی کا زمانہ تھا تو راندھپور سے چل کر کچھ آگے ایک اور اسٹوپ پر بس کھڑی ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ ہندو عورت اپنے بچے کو لے کر اوپر آئی، بس فُل تھی اور کوئی جگہ بیٹھنے کے لیے نہیں تھی، وکیل صاحب دیکھتے رہے کہ کوئی ہندو نوجوان کھڑا ہو کر ایسا کہتا ہے کہ بہن یہاں جگہ ہے، یہاں آجاؤ، جب کسی نے نہیں کہا تو وکیل صاحب کھڑے ہو گئے، وکیل صاحب داڑھی پر لال رنگ لگاتے تھے، خود بوڑھے تھے، تو کھڑے ہو گئے اور کہا کہ بہن! تم یہاں بیٹھ جاؤ!، آپ کے ہاتھ میں بچہ ہے، تم کیسے کھڑی رہ سکتی ہو، وہ وکیل صاحب کھڑے ہو گئے۔

قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ وکیل صاحب جس گاؤں میں جا کر یہ کوشش کرنے والے تھے کہ مسلمانوں کو اجازت مل جائے، وہ بچی اسی گاؤں کی تھی اور سرپنچ ہی کی لڑکی تھی، وکیل صاحب تو نہیں جانتے، جب وہاں اُترے تو بچی نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ ذرا ہمارے گھر چلو!، آپ نے مجھے جگہ دی، تمام لوگ بیٹھے ہوئے تھے، کسی نے بھی جگہ نہیں دی، آپ میرے لیے کھڑے ہو گئے، وکیل صاحب نے کہا: میں یہاں کام سے آیا ہوں، سرپنچ سے ملنا ہے، تو اس نے کہا: میرا باپ ہی سرپنچ ہے، وکیل صاحب کو بڑی

حیرت ہوئی، وہ گھر لے گئی اور اس نے سب سے پہلے اپنے باپ کو یہ کہا کہ میں بس پے سوار ہوئی، کسی نے بھی جگہ نہیں دی، اس چچا نے مجھے جگہ دی اور یہ وہاں سے کھڑے کھڑے بس میں آئے۔ وہ بڑا امتاثر ہوا۔

پھر کہا بولو، کیا کام ہے؟ تو وکیل صاحب نے کہا کہ بھائی! یہاں کچھ مسلمان رہتے ہیں، ان کو بھی یہاں عبادت کرنے کے لیے ایک مسجد کی ضرورت ہے تو سرپنچ نے کہا: تم فکر نہ کرو، میں بنا دیتا ہوں، یہ ہے تہذیب اور اس کا اثر!۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کہ کمزور پر رحم کرو، "ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ[1]" یہ جو حدیث ہے، وہ کوئی معمولی نہیں ہے، مسلمان اگر اس کو پیش نظر رکھے، جیسا کہ وکیل صاحب نے کیا کہ ایک عورت ہے، اس کے ہاتھ میں بچہ ہے اور میں بیٹھا رہوں، اسلام اس سے منع کرتا ہے، خود کھڑے ہو گئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پر انھوں نے عمل کیا "ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ" زمین والوں پر تم رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا، مسئلہ چٹکیوں میں حل ہو گیا کہ اس سرپنچ نے کہا کہ میں خود بنا دیتا ہوں، تمھیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ وکیل صاحب چلے آئے۔

یہ ایک اخلاقی تعلیم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، ہم اپنے بچوں کو یہ اخلاق

---

(۱) سنن الترمذی، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ تعالی عنهما، بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْمُسْلِمِينَ، رقم الحدیث: ۱۹۲۴.

سیکھائیں کہ آپ کو بڑوں کے ساتھ کس طرح رہنا ہے، کسی کی خدمت کرے، کوئی ہندو بھی ہو، کوئی غریب ہو، امیر ہو، تھرڈ کلاس کا ہو، وہ بے چارہ بیمار ہے، اس کے پاس سواری نہیں، آپ اپنی سواری پر اس کو لے جاؤ، آپ اس کو کہو کہ چلو! اس موٹر پر سوار ہو جاؤ۔

مولانا! ایسے لوگوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے!

میں ساؤتھ افریقہ لیڈی اسمتھ (Ladysmith) میں گیا، وہاں میرے دوست تھے، جو میرے ساتھ پڑھے تھے ڈابھیل میں بھی اور دیوبند میں بھی، مصر میں بھی، وہ جامعہ ازہر میں انگریزی سکھانے کے استاذ مقرر ہوئے، مولانا اسماعیل عبد الرزاق صاحب نام تھا۔

میں نے پوچھا: مولانا اسماعیل کہاں ہیں؟ تو انھوں نے کہا: وہ تو لیڈی اسمتھ سے چار پانچ کلومیٹر دور کالے لوگوں کی بستیوں کے پاس رہتے ہیں، مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا بات ہے؟ کالے لوگوں کے پاس رہتے ہیں!، وہ تو بڑے خطرناک ہوتے ہیں، میں نے کہا: بھائی! مجھے لے جاؤ۔

میں جب ان کے پاس گیا تو میں نے پوچھا: مولوی اسماعیل! یہاں کیوں! تو کہا کہ مولانا! ان ہی لوگوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے اور کہا کہ یہ لوگ شراب پیتے ہیں، لڑتے جھگڑتے ہیں تو پھر میں ان کے زخمیوں کو اپنی موٹر میں بٹھا کر لے جاتا ہوں کہ چلو میری موٹر میں بیٹھ جاؤ، میں نے کہا کہ آپ کو رات میں ڈر نہیں لگتا، کہنے لگے کہ میں نے چار بڑے بڑے کتے رکھ چھوڑے ہیں، وہ مجھے لے گئے کہ دیکھو! یہ بڑے

بڑے کتے پنجڑے میں بند ہیں، کہا: اس کو دن میں تو بند کرتا ہوں اور رات کو چھوڑ دیتا ہوں اور یہ کالے لوگ کتوں سے بہت ڈرتے ہیں، میرے کمپاؤنڈ میں نہیں آتے، لیکن جب میں نے یہ خدمت شروع کی کہ ان کو علاج معالجہ کے لیے لے جاتا ہوں، ان کو پوچھتا ہوں، کوئی بھوکا ہوتا ہے تو ان سے کہتا ہوں کہ روٹی کھالے؛ اس لیے یہ پورا علاقہ میرا احترام کرتا ہے ۔

اخلاق سے مارا کرتے ہیں اخلاق سے جیتا کرتے ہیں۔

امت کا یہ کردار ہونا چاہیے، یہ بات ہمارے اپنے نوجوانوں کو ہمیں سکھانے کی ضرورت ہے کہ آپ کے پڑوس میں کون ہیں؟ ہم ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں کہ انھیں یہ معلوم ہوجائے کہ یہ تو نرالی قسم کے امتی ہیں، یہ تو ہمارے ساتھ بہت خوش طبعی سے بات کرتے ہیں، یہ ہماری خدمت کرتے ہیں، اگر بیمار ہوجاتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے اندر سے یہ بات نکل گئی، یہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت ملنے سے پہلے بھی برتتے تھے۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ

ایک بوڑھیا مکہ شریف میں جارہی تھی اور صنادید قریش، قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے،، وہ مذاق کرنے لگے کہ یہ جارہی ہے، کمبخت اس کو شرم نہیں آتی، اتنا بڑا گھٹڑا لے کر لڑھکتی ہوئی جارہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہیں پر تھے، یہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ناگوار گذریں کہ بے چاری کی مدد کرنی چاہیے تھی اور وہ مذاق

اڑا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے اس بوڑھیا کا بستر اپنے سر پر رکھا اور اس کے گھر تک پہنچایا، یہ قبل النبوت، نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے، یہ بات ڈاکٹر مصطفی سبیائی نے اپنی کتاب میں لکھی ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت سے پہلے شوشل کام کیے، ہمارے یہاں شوشل کام کی قدر ہونی چاہئے، سمجھائیں کہ لوگوں کی خدمت کریں، غیر مسلموں کی خدمت کریں، ان کو بلائیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام نبوت ملنے سے پہلے کیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لے جا رہے ہیں، آپ نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص آہ آہ!! کر رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے پر چل رہے تھے، فسمع صوتاً یقول آہ آہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص آہ آہ کہہ رہا ہے، فَالْتَفَتَ یَمِیناً وَشِمَالاً: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں، بائیں توجہ فرمائی کہ کہاں سے یہ آواز آ رہی ہے، دیکھا کہ ایک حبشی غلام ہے، گھر میں چکی کے پاس بیٹھا ہوا ہے، وجِسْمُہ یرتعش من الحُمَّۃ: بخار کی وجہ سے اس کا جسم کپکپا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو کہا اوہو، یہ تو بے چارہ کپکپا رہا ہے، چکی کے پاس پڑا ہوا ہے، حبشی غلام ہے اور یہ قریش کا اعلیٰ قسم کا انسان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ اس کے پاس جا کر فرماتے ہیں ''مالک یا اخی'' میرے بھائی! کیا حال ہے؟ قریش کے خاندان کا اتنا اعلیٰ انسان اس غلام کو کہہ رہا ہے ''مالک یا اخی'' اس نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار ہے اور میرا آقا اتنا ظالم ہے کہ اگر میں نہیں پیسوں گا تو وہ مجھے بہت مارے گا؛ اس لیے مجھے بہت فکر ہے، میں رو رہا ہوں، آہ آہ کر رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تنحّ'' الگ ہو جاؤ، ہٹ جاؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس کے لیے چکی پیسی۔ہم نے کبھی کسی کی تھیلی بھی نہیں اٹھائی،ہم تو بیٹھے بیٹھے ویسے ہی بات کررہے ہیں،ہم لوگ صرف باتیں کرتے ہیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انسانوں کی اس طرح خدمت کی۔

کبھی تم نے ایسا بھی کیا ہے؟

اسلام اس طرح تونہیں پھیلا ہے؟ اسلام ایسا ہی نہیں پھیلا ہے''خیر الناس من ینفع الناس ①'' لوگوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جو دنیا میں بسنے والے انسانوں کے ساتھ بھلائی کرے۔ایسا نہیں کہا کہ''خیر الناس من ینفع المسلمین'' بلکہ فرمایا:''خیر الناس من ینفع الناس''سب سے اچھا انسان وہ ہے جو دنیا میں بسنے والے انسانوں کے ساتھ بھلائی کا کام کرتا ہو،انگریز ہو،یہودی ہو،حبشی ہو،ہر ایک کی خدمت کرے،شفقت کا معاملہ کرے،اس کو کھلائے،اس کو دین سمجھائے۔

ہمارے لوگ نوکر رکھتے ہیں زامبیا میں ملاوی میں،ہر گھر میں تین تین چار چار نوکر(کالے لوگ) ہوتے ہیں،سارا دن ان سے کام لیتے رہیں گے اور شام کو یہ بھی نہیں پوچھتے کہ تمہارے گھر میں کتنے بچے ہیں؟ کپڑے ہیں یا نہیں؟،ہمارے مولوی

---

① اس حدیث کے بارے میں علامہ عجلونیؒ فرماتے ہیں:لم أرَ من ذکر أنه حدیث أو لا فلیراجع،لکن معناه صحیح،وفي أحادیث ما یشهد لذلك کحدیث: الخلق عیال الله وأحبهم إلى الله أنفعهم لعیاله فافهم، ویشهد له ما رواه القضاعي عن جابر کما في الجامع الصغیر بلفظ: خیر الناس أنفعهم للناس،انتهی.(کشف الخفاء ومزیل الإلباس،رقم الحدیث:۱۲۵۴.)

محمد کے ہاں ایک مسلم نوجوان ہے، وہ بہت خدمت کرتا ہے، میں دیکھتا رہا، جب میں وہاں میرے لڑکے کے ہاں ملاوی گیا، دو چار دن کے بعد میں نے مولوی محمد کو پوچھا کہ وہ تیرے گھر کی بہت خدمت کرتا ہے تو نے کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ اس بچے کو بٹھا کر کہا کہ کلمہ سناؤ؟ وہ بچہ مسلمان تھا، میں نے کہا: تم لوگ سارا دن اس سے کام لیتے ہو لیکن اس کے دین کی فکر نہیں کرتے، شام کو بٹھا کر یہ کہو کہ بیٹھ جاؤ، مجھے کلمہ سناؤ، نہیں یاد ہے تو اس کو سمجھاؤ، دوسرے دن دوسرا کلمہ، اسے نماز پڑھنا سکھاؤ، یہ کام ہم نہیں کر رہے ہیں، صرف کام لے رہے ہیں، اس سے تو کیسے کام چلے گا؟۔

پانچواں مقصد

چوں کہ مکتب کی میں نے بات شروع کی تھی کہ یہاں مکتب چل رہا ہے تو مکتب کے مقاصد میں نے بیان کیے، مکتب کے مقاصد میں تصحیح حروف ہے، عقائد کا درست کرنا ہے، دوسرا کام مسائل ضروریہ سے پریکٹیکل طور پر، عملی طور پر ان کو واقف کرانا ہے اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرتِ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے آگاہ کرانا ہے۔ پانچویں چیز: اسلامی اخلاق، مسلمانوں کے اخلاق اور مسلمانوں کی امتیازی حیثیت بچوں کو بتانی ہے۔

ہمارے اندر اور دوسرے لوگوں میں یہ فرق ہے، ہم مسلمان ہیں اور پرانے لوگ اس طرح کرتے ہیں، ہم نہیں کرسکتے، ہم لوگ یہاں سے لندن جاتے ہیں، راستہ میں پٹرول پمپ پر جو پیشاب خانہ وغیرہ ہوتے ہیں، تو اچھے اچھے بہترین سوٹ پہن کر آتے ہیں اور بٹن کھول کر کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں اور بٹن بند کر کے باہر

چلے آتے ہیں، بہترین مہنگا سوٹ پہنا ہے، مگر مسلمان ایسا نہیں کرسکتا، مسلمان استنجاء کرے گا، یہ فرق ہے ان کی تہذیب میں اور ہماری تہذیب میں، اس کے پاس نظافت ہے، طہارت نہیں ہے، نظافت ہے، صاف کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن طہارت نہیں اور مسلمان کے پاس نظافت بھی ہے اور طہارت بھی ہے۔

ان کو یہ سمجھانا ہے کہ آپ کا امتیاز یہ ہے کہ آپ طاہرالجسم ہیں، ایک قطرہ پیشاب کا آپ کے بدن پر نہیں ہونا چاہئے، ورنہ آپ کی نماز نہیں ہوگی، تو آپ طاہر بھی ہیں اور نظیف بھی ''إِنَّ اللهَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ①'' اور اللہ تعالیٰ طہارت کو بھی پسند فرماتے ہیں ''﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾:''[البقرۃ:٢٢٢] توبہ کرنے والے آدمی اور پاک صاف رہنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں، یہ ہمارے امتیازات ہیں، جو اس امت کے بچوں کے ذہن میں ڈالنا ہے، وقت پر ان کو بٹھائیں، ہفتے میں ایک مرتبہ ان کو بتائیے کہ ہمارا کیا کلچر ہے، ان کے دل میں بھی آنا چاہئے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں اور میری ایک تہذیب ہے، دوسروں کے مقابلے میں مَیں اس طرح ہوں، ورنہ یہ دوسروں کی اچھی اچھی گاڑیاں دیکھ دیکھ کر متاثر ہو جائے گا اور یہ کہے گا ہمارے پاس تو کچھ پیسے نہیں، اُن لوگوں کے پاس تو بہت کچھ ہے، ان کے کتنے بڑے بڑے بنگلے ہیں اور بڑی مہنگی گاڑیاں ہیں، یہ ان کے ذہن میں نہیں

---

① ترمذی شریف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے: إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، الحديث (عن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ، رقم الحديث:٢٧٩٩)

آنا چاہیے، اس کو اپنے مذہب، اپنے کلچر اپنے تہذیب کی برتری سمجھ میں آنی چاہیے، اگر اتنا کام ہم نے مکتب میں کرلیا تو بہت بڑی بات ہے۔

نوجوانوں میں کام کرنے کی تدابیر

دوسری بات یہ ہے کہ جو نوجوان اسکولوں اور کالج میں پڑھتے ہیں، ان کے لیے ہفتہ واری یا مہینہ میں ایک دو پروگرام یہاں اکیڈمی میں ہو، دعوت دے کر ان کو بلائیے، ان کے مسائل کو سمجھے، وہ اعتراض بھی کریں گے، کیوں کہ یونیورسٹی میں پڑھنے والے لڑکے جو ہوتے ہیں ان کو اس طرح کی بات سمجھ میں نہیں آئے گی، تو وہ پوچھیں گے کہ یہ حکم کیسا ہے؟ یہ کام اسلام میں کیسا ہے؟ یہ فلانا حکم کیوں ہے؟ اور ان کو سمجھائے بھی عقلی اعتبار سے کہ شراب کیوں حرام ہے؟ شریعت نے اس کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟، حالاں کہ اس میں تو کچھ نفع بھی تھوڑا بہت ہے، ﴿قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ: منافع بھی ہیں اور گناہ بھی، ﴿وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ﴾ [البقرة: ۲۱۹] بچے کو سمجھایا جائے، اس کے کیا نقصانات ہیں، اگر آپ نے ڈرگس Drugs لیا تو اس سے کیا تکلیف ہوگی، آپ کی عقل ماؤف ہو جائے گی، اور جب عقل خراب ہو جاتی ہے تو آدمی بالکل کام کا نہیں رہتا ہے؛ اس لیے شریعت نے اس کو حرام کیا ہے۔ وجہ بتائیے، یہ نہ کہو کہ ڈرگس نہیں پی سکتے، وہ پوچھیں گے: کیوں نہیں؟ بہت سے لوگ پیتے ہے، ان کو بات سمجھائیے، مقاصدِ شریعت کو جاننا ضروری ہے، ہمارے علماء مقاصد شریعت پر نظر نہیں رکھتے، وہ کتابیں نہیں پڑھتے کہ شریعت کے مقاصد خمسہ کیا ہیں، بہت ضرورت ہے کہ اس پر نظر ہو، اور یہ نوجوان لڑکے اکیڈمی میں ہر ہفتہ تو نہیں آسکتے

لیکن مہینہ میں ایک دو مرتبہ بُلائیں، پروگرام بنائیے،ان کو چائے پلایئے، چھوٹے چھوٹے پمفلٹ ان کے ہاتھ میں دیں، یہ اکیڈمی کا کام ہے، یہاں جو علمائے کرام کام کرتے ہیں، بڑوں میں کام کریں،ان کا قرآن صحیح کرائیں،نوجوانوں میں کام کریں،ان کواسلام سمجھائیں، بچوں میں کام کریں جو میں نے مکتب کے مقاصد بتائے۔

’نقل ارشاد مرشدی کنم‘

یہ باتیں میں نے بزرگوں سے سنی، میں تو ناقل ہوں، جو میں نے اپنے بزرگوں سے سنا،وہ آپ کے سامنے نقل کررہاہوں، حضرت حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکھر والے یہاں انگلینڈ آئے تھے تو ان کے ساتھ میں پندرہ دن رہا، وہ ہمیشہ تقریر سے پہلے یہ کہتے: میرے بھائیو! میں تو ابّا جی (حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ) کا بندر ہوں اور ابّا جیؒ کی باتیں نقل کرتا ہوں میرے پاس کچھ نہیں ہےاور وہ فارسی کا شعر بھی پڑھتے تھے ؂

’نقل ارشادِ مرشدی کنم آنچہ مردم می کند بُوزینہ ہم

میں مرشد کی باتیں نقل کررہاہوں، بندر کی عادت یہ ہوتی ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے، بندر اس کو دیکھ کر وہی کرنے لگتا ہے، بندر نقّالی بہت کرتا ہے،تو کہتے ہیں: میں تو ابا جی کا بندر ہوں، جو باتیں میں نے ابا جیؒ سے جلال آباد میں سنی ہیں، میں آپ کو سناتا ہوں، ہمیشہ ہر تقریر سے پہلے میں نے دیکھا کہ یہ جملہ کہتے ہیں ’نقل ارشاد مرشد می کنم آنچہ مردم می کند بوزینہ ہم‘۔

ہم لوگ جب گجراتی پڑھتے تھے تو ایک قصہ سنا تھا: ایک آدمی لال ٹوپی بیچنے گیا تھا، اس بے چارے کو راستہ میں نیند آ گئی تو کسی درخت کے نیچے وہ سو گیا، بندر بیٹھے ہوئے تھے، وہ نیچے ایک ایک کر کے اترے اور ایک ایک ٹوپی لے کر اوپر چڑھ گئے، ان کے سر پر لال ٹوپی تھی، اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ٹوپیاں نہیں ہیں، ٹوکری خالی ہے، کون لے گیا؟ دیکھا کہ سب بندروں نے لے رکھی ہیں، سوچا کہ اب واپس کیسے لائیں، اتنے میں ایک ہوشیار آدمی اس کے پاس سے گذرا تو اس نے کہا: یہ تو بہت آسان ہے، کہا کہ جو تمہارے سر پر ٹوپی ہے، اس کو پھینکو، اس نے ایسا ہی کیا، اس نے پھینک دی، تو سب نے پھٹا پھٹ ٹوپیاں پھینک دیں، تو وہ جلدی جلدی اپنی ٹوپیاں لے کر چل دیا تو یہ بات ہے، انسان جو کرتے ہیں، وہ اس کی نقل کرتے ہیں اور ہم تو اپنے بزرگوں کی باتوں کے ناقل ہیں ہمیں جو انھوں نے باتیں کہی ہیں، وہ آپ تک پہنچائی، آپ کا فریضہ ہے کہ آپ دوسروں تک پہنچایئے اور اس طرح مکتب بھی چلائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تہنیت نامہ

بقدوم میمنت رئیس گجرات مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمہ اللہ

پیش کردہ: محمد یوسف اسعدی۔ ناظم: جامعہ اسعدیہ زینت اسلام، رنگون، برما،

مؤرخہ: ۱۵ جمعرات، نومبر ۲۰۱۲ء

رئیس گجرات اور شب بیدار	ربّنا آتنا کے ہیں حسین شاہکار
وہ محدث ہیں، فقیہ ہیں اور روشن ضمیر	حضرت مولانا عبد اللہ بڑے ہیں باوقار
حسن صورت، حسن سیرت، ماہِ کامل باکمال ہیں	وہ قرآن اور حدیثوں کے زبردست شہسوار
انتظامِ دین و دنیا کے حسین شہباز ہیں	یادگارِ اسلاف کی فہرست مین جن کا ہے شمار
جائے پیدائش میں مرحبا صد مرحبا	کوچہ کوچہ بوٹا بوٹا سب ہوئے ہیں اشک بار
سرزمین ہے ہو کی کہتی ہے میرے فرزند لعل	جن کے قدموں تلے بہتے ہیں صد صد آبشار
اتنا ہی میں جانتا ہوں اور تو کچھ بھی نہیں	عالمی شخصیت جن کی مثل حضرت ذوالفقار
اسعدؔی کہتا ہے ادب اور بصد عجز و نیاز	میرے اللہ ان کا یہاں آنا ہو اب تو بار بار

گلہائے محبت بخدمت جناب

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت مولانا عبدالحئ سیدات صاحب مدظلہ، باٹلی، یوکے، نادرؔ لاچپوری

بلا شک وشُبہ ذی مرتبہ، ذی شان بھی تم ہو
ہمارا قلب بھی تم ہو، ہماری جان بھی تم ہو

چہیتے قوم کے ہو، لاڈلے محبوب بھی ہو تم
دلوں کی آرزو بھی، آس بھی، ارمان بھی تم ہو

ہمارے واسطے ہو بالیقیں تم نعمتِ عظمیٰ
ہمارے حق میں پھر اک تحفۂ رحمان بھی تم ہو

تمہارے نام سے روشن ہمارا نام دنیا میں
جہاں میں مسلمِ گجرات کی پہچان بھی تم ہو

وطن کی بات ہو تو ایک مشفق رہنما ہو تم
دیارِ غیر ہو تو درد کا درمان بھی تم ہو

پڑی بنیاد ترکیسر میں جب دینی ادارے کی
اُسی کے پھر رہے برسوں تلک نگراں بھی تم ہو

رسول اللہ کی تم سنتوں پر ہو عمل پیرا
بڑے پرہیزگار و عامل قرآن بھی تم ہو

بڑے خوددار بھی ہو اور پابند شریعت بھی
طہارت اور تقویٰ کا جلی عنوان بھی تم ہو

فراست اور دانائی عیاں ہیں آپ کے رُخ سے
نمایاں خوبیوں والے بھلے انسان بھی تم ہو

بڑے ہی دور اندیش و مفکر اور غیرت مند
علومِ ذی شرف اسلاف کا فیضان بھی تم ہو

بڑے اچھے مقرر بھی بڑے اہل قلم بھی ہو
بڑے زاہد، بڑے ہی صاحبِ عرفان بھی تم ہو

بڑے ذی فہم بھی ہو تم، بڑے اہل تدبّر بھی
جہاں ہو مجلسِ علمی وہاں کی جان بھی تم ہو

جہاں دیدہ، بڑے ذی تجربہ، اہل نظر بھی ہو
علومِ دین کے ہیرے بھرے اِک کان بھی تم ہو

دعا کرتے ہیں اب اللہ سے نادر یہی دائم
ہمارے سر پہ سایہ دیر تک اُن کا رہے قائم

کہتے ہیں ترا علم سمندر کی طرح ہے

رئیس الجامعہ فلاح دارین، ترکیسر، گجرات، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ کی تدریسی، روحانی اور مذہبی خدمات کی سپاس گزاری۔

تحریر اثرؔ صدیقی

فیضان ترا شاخ گل تر کی طرح ہے	کہتے ہیں ترا علم سمندر کی طرح ہے
بٹتی ہے ترے کوچے میں انوار کی سوغات	تو شہر میں خورشیدِ منور کی طرح ہے
مستوں کو پلا دیتا ہے عرفاں کی صہبا	کردار ترا شیوۂ ساغر کی طرح ہے
ہر لفظ ترا گوہرِ نایاب کے جیسا	ہر حرف ترا حرف معطر کی طرح ہے
آداب تجھے کہتی ہے ہر رفعتِ افلاک	ہر فکر تری دولتِ شہ پر کی طرح ہے
تجسیم ہوئے سنگ ترے دست ہنر سے	ہر درس تر تیشۂ آزر کی طرح ہے
تہذیب تری ایک دبستانِ مکرم	ترفیق تری مسلک عنبر کی طرح ہے
تو خطّۂ ساحل پہ ہے ایک نور کا مینار	گہرائی دریا میں شناور کی طرح ہے
قرطاسِ عقیدت پہ اثرؔ دے دے گواہی	اس عہد میں وہ شانِ قلندر کی طرح ہے

گلہائے محبّت در وصف مفکرِ ملّتؒ

از مفتی عمران صاحب کوسمڑی فلاحی زید مجدہ

بہ موقع تقریب ''شیخ عبداللہ کاپودروی اکیڈمی'' جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ

شاد ماں ہو ، شاد ماں رہ ، جامعہ قاسمیہ	دیکھ تیری زمیں پر علم کا دریا رواں
ہم پہ احساں ہے بڑا یہ ، گم ہے شکر کی زباں	آج ہم پر مہرباں ہے علم وفن کا پاسباں
قطرۂ خونِ جگر سے تو نے سینچا گلستاں	باغِ ترکیسر کے ہر غنچہ وگل میں تو نہاں
ماہرینِ علم و فن ہیں تیرا حسن انتخاب	ذو الفقار وشیر علی میں تیرا جلوہ بے حجاب
حسن تنظیم وتدبر سے تیرے دن ضوفشاں	نالۂ سحری سے روشن رات کی تاریکیاں
عزم آہن ، فکر عالی ، خندہ لب ، شیریں زباں	سوزِ امت ، درد ملت ، اشک میں ڈھل کر رواں
قلب تیرا ہے مجلّٰی چشتیہ انوار سے	فکر آفاقی میں تیرے بوالحسن کی جھلکیاں
ہے تواضع ، انکساری تری فطرت کا بیاں	عالی ظرفی اور تحمل تیری ہستی کا نشاں
مرد میداں کتنے تیری کارگہہ میں یوں ڈھلے	ناقۂ مجنوں کو جیسے منزل لیلیٰ ملے
خاکدانِ صوبۂ گجرات کو یہ ناز ہے	تو جو اس کے کاوراں کا مردِ حق آگاہ ہے
حق سلامت تجھ کو رکھے ، ہے یہ عادلؔ کی دعا	اس سبیل علم کو بھی جاری کردے جاویداں
شاد ماں ہو ، شاد ماں رہ ، جامعہ قاسمیہ	دیکھ تیری زمیں پر علم کا دریا رواں
ہم پہ احساں ہے بڑا یہ ، گم ہے شکر کی زباں	آج ہم پر مہرباں ہے علم وفن کا پاسباں

نظم برافتتاح تعمیر جدید برائے مکتبہ

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الجامعہ دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات

از: شیخ الحدیث مولانا یوسف صاحب، فلاح دارین ترکیسر۔ بمقام: کھروڈ

مکتبہ ، شیخ عبداللہ کاپودری	پرشکوہ اس کی عمارت ہے کھڑی
کس قدر ذوق کتب بینی ملا	دیکھ لو بس مکتبہ ہی دو گھڑی
جمع (کیں) ہرفن کی کتابیں کس قدر	الماریاں الماریاں سب ہیں بھری
ہیں کتابیں جان سے زیادہ عزیز	اور مطالعہ کی تجھے بس دھن لگی
او رئیس جامعہ ! عالی وقار	تجھ سے اس خطے میں ہے علمی بہار
درد امت کا تیرے دل پر سوار	فکر امت میں سدا تو بے قرار
مجلس علمی تیری یہ جامعہ ترکیشور	رہتی دنیا تک ہیں تیری یادگار
خَلق میں اور خُلق میں تو بے نظیر	دانا ہے بینا ہے تو روشن ضمیر
گھٹی میں تیری پڑا ہے اہتمام	ہر عمل تصویر حسن انتظام
مستحق شکر ہیں محمد حنیف	جن کی فکروں کی یہ تصویر عجیب
قدردانی کی ہے تو نے شیخ کی	فکر تھی ان کو کتابوں کی بڑی
مکتبہ تعمیر کر کے جلد ہی	کردیا بے فکر تو نے جلد ہی

مکتبہ یہ پھولتا پھلتا رہے	تا قیامت فیض بس جاری رہے
شیخ عبداللہ کو ہو صحت نصیب	عافیت کے ساتھ ہو سایہ مدید
اے زہے عز و شرف گر ہو قبول	ان کے دامن کے لیے یہ چند پھول
تجھ کو یوسفؔ آتا جاتا کچھ نہیں	بے جا جرأت کے سوا یہ کچھ نہیں
کہنے لکھنے کا سلیقہ کچھ نہیں	جو کہا تک بندی ہے اور کچھ نہیں

